ای میگزین

PAYAM-E-HAYA

خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

پیام حیاء

ربیع الاول/ربیع الثانی 1448 SEP 2026

شمارہ نمبر 65

Payam-e-haya

2026

خواتین کے لئے ازدواجی زندگی کو سنوارنے کے سنہرے اصول

7 ستمبر 1974 تحفظ ختم نبوت

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3
نعت (حکیم شاکر فاروق)	4
اداریہ: محبت رسول ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت	5
نبی کریم ﷺ کی جوانی اور ازدواجی زندگی (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)	6
ماں کی تربیت، نسلوں کی تعمیر (فاطمہ سعید الرحمن)	8
تحفظ ختم نبوت (ابو محمد)	9
عقیدہ ختم نبوت اور خواتین کی ذمہ داریاں (عذرا خالد)	11
ربیع الاول کا خوبصورت تحفہ (سیدہ ناجیہ شعیب احمد)	13
سیرت النبی ﷺ، ۱۵ قسط (زوجہ محمد اقبال)	16
نورانی داؤ (بنت احمد)	17
نعت (بنت سید)	18
شہادت سے پہلے کلمہ شہادت (ام حسن	19
نعت (انتخاب اہلیہ محمد جنید)	20
خواتین کے مسائل (دارالافتاء الاخلاص)	21
تلاش حق (طوبی طاہر فاروق)	22
درود شریف سے روحانی سکون (شازیہ عثمان)	24
خواتین کے لئے ازدواجی زندگی کو سنوارنے کے سنہرے اصول (بنت عبداللہ)	25
صحت کا پیغام (ادارہ)	26
ربیع الاول (بنت رفیق احمد)	28
تبصرے	29
پکوان (عائشہ صدیقہ)	30

Published at
www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلی: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیمار ضوان۔ عذرا خالد

کلام الٰہی

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں "
سے کسی کے والد نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں
اور سب نبیوں کے خاتم (آخری نبی) ہیں، اور اللہ ہر چیز
کا خوب جاننے والا ہے۔"

سورہ الاحزاب آیت نمبر 40

کلام نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (٦) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔"

صحیح مسلم صفحہ 199 جلد 1، مشکوۃ صفحہ 512

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کی سنتوں پر جو نفر بھی جان دیتا ہے
خدا اس سے ہوا راضی، اسے عرفان دیتا ہے

زمین و آسماں سے یہ منادی نے ندا دی ہے
جو ان کو جان لیتا ہے، وہ ان پہ جان دیتا ہے

نبیؐ کی ذات سے روشن دل و ایماں کی دنیا ہے
وہی تاریک دل کو نور کا سامان دیتا ہے

سکون دل کے طالب کو درود ان پر ہوا لازم
یہی نسخہ ہے جو ہر درد کا درمان دیتا ہے

نبی کی ذات سے عشق و محبت ایسا جذبہ ہے
یہ ذوقِ بندگی کو اور بھی ارمان دیتا ہے

نبیؐ کی آل سے نسبت، نبیؐ کی بات سے رغبت
یہی انسان کو عزت کا اک عنوان دیتا ہے

نبی جی سے رکھو الفت، صحابہ کے بنو تابع
تبھی شاکر خدا ہر جا پہ اطمینان دیتا ہے

حکیم شاکر فاروقی

اداریہ

محبت رسول ﷺ اور عقیدۂ ختمِ نبوت ﷺ

پیاری قاریاتِ کرام!

ستمبر کا یہ شمارہ ہمارے لیے کئی اہم پیغامات لے کر آیا ہے۔ ربیع الاول کا بابرکت مہینہ ہمیں رحمتِ عالم، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمدِ مبارکہ کی یاد دلاتا ہے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کی سنتوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور اپنے اخلاق، عبادات اور معاملات کو آپ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں۔

اسی ماہ میں ہمیں عقیدۂ ختمِ نبوت ﷺ کی اہمیت کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔ ختمِ نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ ایک مسلمان کا ایمان اس عقیدے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ پاکستان کے آئین میں بھی ستمبر 1974ء میں دوسری آئینی ترمیم کے ذریعے اس عقیدے سے متعلق شق شامل کی گئی۔

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ایمان کی حفاظت کریں، قرآن وسنت کا علم حاصل کریں، اپنی اولاد کی دینی تربیت کریں اور محبتِ رسول ﷺ کو اپنی زندگیوں میں عملی شکل دیں۔

ربیع الثانی بھی ہمیں اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے، نیک اعمال اختیار کرنے اور اپنے کردار کو بہتر بنانے کا پیغام دیتا ہے۔

پیامِ حیاء ای میگزین کی کوشش ہے کہ خواتین کے لیے ایسا مفید مواد پیش کیا جائے جو ایمان، علم اور عمل میں اضافہ کا ذریعہ بنے۔ آپ کی آراء اور تجاویز ہمارے لیے قیمتی سرمایہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی محبتِ رسول ﷺ، عقیدۂ ختمِ نبوت ﷺ پر استقامت اور قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

فاطمہ سعید الرحمن (ایڈیٹر: پیامِ حیاء ای میگزین)

پیام حیاء ای میگزین کے لیے آپ بھی کہانی، مضامین لکھیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد، نعت، نظمیں، اقوال زرین، معلومات، صحت اور بیوٹی ٹپس، پکوان، آپ بیتی اور تبصرہ اپنے نام اور شہر لکھ کر وٹس ایپ کر سکتے ہیں۔
+92 313 2127970

قابل رشک جوانی، تجارت اور نکاح:

سرمایہ نہ ہونے کے باعث حضور ﷺ دوسروں کا سرمایہ تجارت میں لگا کر نفع میں شریک ہونے لگے۔ عمر مبارک پچیس سال کی تھی جب اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو مال و دولت کے لحاظ سے غنی کر دینے کا انتظام فرمایا۔ قریش کی ایک مال دار اور شریف بیوہ خدیجہ بنت خویلدؓ قابل اعتبار افراد کو سرمایہ دے کر تجارت میں لگواتیں اور حاصل ہونے والے نفع سے انہیں معقول معاوضہ دیتیں۔ انہیں حضور ﷺ کی شرافت، دیانت اور دوسری خوبیوں کا علم ہوا تو بڑے اصرار سے آپ ﷺ کو اپنا سرمایہ دے کر تجارت کے لیے شام بھیج دیا۔

حضور ﷺ کی جوانی اور ازدواجی زندگی

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

حضور ﷺ کی دیانت داری اور خوش اسلوبی کی وجہ سے اس تجارت میں بے حد نفع ہوا۔ ساتھ ہی خدیجہؓ کو آپ کی مزید خوبیوں کا علم بھی ہوا۔ وہ آپ کے کردار سے اتنی متاثر ہوئی کہ آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ اس سے پہلے وہ بڑے بڑے شریف اور رئیس لوگوں کی طرف سے رشتے کے پیغام مسترد کر چکی تھی۔ حضور ﷺ نے یہ رشتہ قبول کر لیا۔ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے نکاح پڑھایا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر 25 برس کی تھی جبکہ حضرت خدیجہؓ 40 سال کی تھی.

اب حضور ﷺ تنگ دست نہیں تھے، اللہ تعالی نے ازدواجی زندگی کی نعمت کے ساتھ ساتھ مالی وسعت بھی عطا فرمادی تھی۔ ادھر حضرت خدیجہؓ کو ایسا رفیقِ حیات مل گیا تھا جس پر وہ جتنا بھی فخر کرتیں کم تھا۔ انہوں نے اپنی دولت، جائیداد اور تجارت کا سرمایہ سب کچھ حضور ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ حضور ﷺ کی خوشی میں ہی ان کی خوشی تھی۔ حضور ﷺ اپنی اور اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ انہی کے مکان میں رہنے لگے۔ یہ مکان دو رہائشی کمروں اور ایک مہمان خانے پر مشتمل تھا۔ اس بابرکت گھر میں حضور ﷺ نے اپنی جوانی کے اٹھائیس سال گزارے تھے۔

اب تک آپ ﷺ کی حبشی باندی برکہ آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ حضور ﷺ فرماتے تھے:

"میری ماں کے بعد یہی میری امی ہیں۔ ام ایمن حضور ﷺ سے کوئی دس، گیارہ سال بڑی تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی شادی کے موقع پر ان کی ڈھلتی ہوئی عمر اور سابقہ خدمات کا احساس کرتے ہوئے انہیں نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ ایک شریف النفس آدمی حارث بن زید سے ان کا نکاح بھی کرا دیا۔ اس طرح ان کی اپنے گھر میں بس گئیں۔ ان کے ایک لڑکا بھی ہوا جس کا نام ام ایمن رکھا گیا۔ برکہ اس کے نام کی نسبت سے ام ایمن کہلائیں۔"

گھریلو ذمہ داریاں:

حضور ﷺ پر گھر کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی کم نہیں تھا۔ آپ ﷺ کی تین صاحبزادیاں: حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم اس عمر کو پہنچ چکی تھیں جس میں رشتوں کی فکر کی جاتی ہے۔ عرب کے بگڑے ہوئے ماحول اور مکہ کے آلودہ معاشرے میں یہ کام اتنا آسان نہ تھا۔ حضرت زینبؓ کی ولادت حضور ﷺ کی شادی کے پانچویں سال اور حضرت رقیہؓ کی آٹھویں سال ہوئی تھی۔ ان کے بعد حضرت ام کلثومؓ تھیں اور پھر حضرت فاطمہؓ، جو سب سے کم سن تھیں جو حضور ﷺ کے نکاح کے دسویں سال پیدا ہوئی تھیں۔ چار بیٹیوں کے باپ ہوتے ہوئے حضور ﷺ پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں ان کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو بیٹیوں والا ہو۔

اس دوران حضور ﷺ کی نرینہ اولاد بھی ہوئی تھی۔ دو لڑکے تھے: قاسم اور عبداللہ حضرت قاسم کی نسبت سے حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ حضرت عبداللہ "طیب" اور "طاہر" کے لقب سے مشہور تھے۔

ماں کی تربیت، نسلوں کی تعمیر

فاطمہ سعید الرحمٰن

ماں صرف ایک بچے کو جنم دینے والی ہستی نہیں، بلکہ وہ ایک نسل کی پہلی معلمہ، مربیہ اور کردار ساز ہوتی ہے۔ بچے کی شخصیت کی بنیاد گھر میں رکھی جاتی ہے اور اس بنیاد کو مضبوط بنانے میں ماں کا کردار سب سے اہم ہوتا ہے۔ بچہ دنیا میں آتے ہی سب سے پہلے اپنی ماں کی آواز سنتا، اس کے انداز دیکھتا اور اس کے رویوں سے سیکھتا ہے۔ وہ ماں کو نماز پڑھتے دیکھتا ہے تو نماز کی اہمیت سمجھتا ہے، اسے سچ بولتے دیکھتا ہے تو سچائی سیکھتا ہے، اسے دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے دیکھتا ہے تو اخلاق کا سبق حاصل کرتا ہے۔ اسی لیے بچوں کی تربیت صرف نصیحتوں سے نہیں بلکہ اپنے عمل کے ذریعے بھی کی جاتی ہے۔

آج کے دور میں ماؤں کے لیے بچوں کی تربیت پہلے سے زیادہ چیلنجنگ ہوگئی ہے۔ موبائل، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور مختلف قسم کے مواد نے بچوں کی سوچ اور عادات پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ ایسے میں ماں کو صرف یہ نہیں دیکھنا کہ بچہ کیا پڑھ رہا ہے، بلکہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے، کس سے متاثر ہو رہا ہے اور اس کے ذہن میں کیا

خیالات پروان چڑھ رہے ہیں۔

محبت کے ساتھ تربیت

بچوں کی تربیت میں محبت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ ہر وقت ڈانٹنے اور روکنے کے بجائے بچوں کو وقت دیں، ان کی بات سنیں اور ان کے سوالات کا اطمینان سے جواب دیں۔ ایسا ماحول بنائیں کہ بچہ اپنی پریشانی یا غلطی چھپانے کے بجائے سب سے پہلے اپنی ماں سے بات کرے۔

دین سے تعلق مضبوط کریں

ماں اپنے بچوں کے دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پیدا کرے۔ نماز کی پابندی، قرآن مجید کی تلاوت، مسنون دعائیں، سچائی، حیا، والدین کا ادب اور دوسروں کے حقوق جیسے بنیادی اسلامی اصول بچپن ہی سے محبت اور حکمت کے ساتھ سکھائے جائیں۔

بچوں کو ذمہ داری سکھائیں

ہر کام خود کرنے کے بجائے بچوں کو ان کی عمر کے مطابق ذمہ داریاں دیں۔ اپنا سامان ترتیب دینا، کتابیں سنبھالنا، گھر کے چھوٹے کاموں میں مدد کرنا اور اپنے وقت کی قدر کرنا جیسی عادات انہیں مستقبل میں ذمہ دار انسان بناتی ہیں۔

ماں خود نمونہ بنے

بچے ہماری باتوں سے زیادہ ہمارے اعمال سے سیکھتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ بچے موبائل کم استعمال کریں تو ہمیں بھی اپنے موبائل کے استعمال پر نظر رکھنی ہوگی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ سچ بولیں تو ہمیں خود سچائی اختیار کرنا ہوگی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ بڑوں کا احترام کریں تو ہمیں بھی اپنے رویے سے یہ سبق دینا ہوگا۔

موازنہ نہیں، حوصلہ افزائی

ہر بچہ اپنی صلاحیتوں کے ساتھ منفرد ہوتا ہے۔ اسے دوسرے بچوں سے مسلسل موازنہ کرنے کے بجائے اس کی اپنی صلاحیتوں کو پہچانیں۔ اس کی چھوٹی کامیابی پر بھی حوصلہ افزائی کریں اور غلطی پر اصلاح کا موقع دیں۔ یاد رکھیں، مسلسل تنقید بچے کا اعتماد کم کر سکتی ہے، جبکہ محبت بھری رہنمائی اسے بہتر بننے کا حوصلہ دیتی ہے۔

ایک صالح اور مضبوط نسل کی تعمیر صرف اسکولوں اور اداروں کی ذمہ داری نہیں، اس کا آغاز گھر سے ہوتا ہے۔ اور گھر کی اس تربیت گاہ میں ماں کا کردار سب سے نمایاں ہے۔ آج کی ماں اگر اپنی اولاد کی اچھی تربیت کے لیے وقت، محبت، حکمت اور توجہ صرف کرے گی تو کل یہی بچے ایک بہتر خاندان، بہتر معاشرہ اور بہتر امت کی بنیاد بنیں گے۔ ماں کی گود صرف بچے کی پہلی درس گاہ نہیں، بلکہ آنے والی نسلوں کی تعمیر گاہ ہے۔

تحفظ ختم نبوت
7 ستمبر 1974

ابو محمد

ایک دن وہ تھا جب میرے پیارے نبی ﷺ کو نبوت کے تاج سے نوازا گیا اور پوری دنیا کی ہدایت کی ذمہ داری سونپی گئی چشم فلک نے وہ نظارہ بھی دیکھا جب یہ ہادی ومہدی اپنے فریضہ کو ادا کرنے کے لیے مکہ کی گلیوں میں اپنے رب کی واحدانیت کا اعلان کر رہے تھے اور اپنی زندگی کی تگ و دو اس عظیم فریضہ کے لئے لگا رہے تھے۔

اہل دنیا کا شیوہ رہا ہے کسی کی بڑھتی شان شوکت برداشت نہیں کی جاتی پہلی کوشش تو یہ کی جاتی ہے یہ شان وشوکت مجھے مل جائے اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو کم از کم اس کے پاس بھی نہ رہے یہی معاملہ میرے پیارے آقا و مولا ﷺ کے ساتھ کرنے کی بھی ناکام کوشش کی گئی جب میرے نبی آخر الزمان ﷺ کی محنت رنگ لائی اور توحید کا وہ پودا جس کی آب یاری شفیع المذنبین نے اپنے پاک لہو سے کی تھی تناآور درخت کی شکل اختیار کر گیا اور لوگ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا مصداق بن کر جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو باطل ایک نئے روپ میں ظاہر ہوا اور حاسدین کے دلوں میں حسد کی آگ ابھرنے لگی اور دعوی نبوت کر ڈالے لیکن ان بدبخت جاہلوں کو اس چیز کا اندازہ نہیں تھا کہ یہ حسد کا مقام نہیں بلکہ پروانہ نبوت بننے کا مقام ہے۔ لیکن جب شقاوت کسی کے اعمال کی وجہ سے اس کا مقدر بن جائے اسے کون ٹال سکتا ہے۔

چنانچہ سب سے پہلا بدبخت ولعین اسود عنسی ٹھہرا جسے حضرت فیروز دیلمی رض نے واصل جہنم کیا اور آقا ﷺ کو وحی کے ذریعہ یہ بشارت سنائی گئی اور پھر یکے بعد دیگرے یہ شقاوت مسیلمہ کذاب کا مقدر بنی اور بارگاہ رسالت میں آ کے کہنے لگا میں اس شرط پر آپ پر ایمان لے کر آتا ہوں آپ کے بعد یہ نبوت کا عہدہ مجھے ملے گا۔ جسے دھتکارا جانا ظاہر تھا پیارے آقا ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی تھی فرمان جاری ہوا تجھے خلافت (نبوت) میں سے اس کے بقدر بھی حصہ نہیں دوں گا۔ اور میرے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے وحی غیر متلوبن کر یہ الفاظ جاری ہوئے۔

ترجمہ: میری امت میں تیس (30) اشخاص کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کذاب کو گمان ہو گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔(ترمذي رقم:2219)

چنانچہ مسیلمہ کذاب کا فتنہ خلیفہ بلافصل جناب ابو بکر صدیق اکبر رض کے دور خلافت میں سیف اللہ جناب خالد بن ولید رض کی قیادت میں پاش پاش ہوا اور مسیلمہ کذاب جناب وحشی بن حرب رض کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔

اس جنگ عظیم میں 1200 صحابہ کرام رض نے جام شہادت نوش فرمایا جس میں 600 صحابہ کرام رض وہ تھے جو حافظ قرآن تھے۔ جبکہ دور نبوت کے تمام غزوات و سرایا میں شہید ہونے والے صحابہ رض کی تعداد صرف 250 ہے۔ جس سے اس فتنہ کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ یہ شقاوت کا سلسلہ امت کے ہر دور میں آقا ﷺ کی حدیث کو ثابت کرتے ہوئے چلتا رہا اس شقاوت میں حصہ ڈالنے والے بد نصیبوں میں ایک نام مختار ثقفی کا بھی ہی جس نے شعیان علی رض کا دعوی کرتے ہوئے تمام قاتلین حسین رض کا قلع قمع کیا اور اس کے بعد 67 ہجری میں نبوت کا دعوی کر دیا۔ جو حضرت مصعب بن زبیر رح کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔

اسی طرح یہ سلسلہ اپنا تسلسل برقرار رکھتے ہوئے مرزا قادیانی تک پہنچا۔ جس نے انگریز کے ہاتھوں کھیلتے ہوئے نا صرف نبوت کا اعلان کیا بلکہ اسلام کے عظیم ارکان جہاد و حج وغیرہ کو بھی باطل قرار دے کر انگریز سے خوب داد حاصل کی کیوں کہ انگریز جب برصغیر پر قابض ہوا اسے سب سے بڑا خطرہ مسلمان نظر آرہے تھے اور جہاد کے نام سے وہ خائف تھا جس کے لئے اس نے ضروری سمجھا کہ مسلمانوں سے جذبہ جہاد کو ختم کیا جائے۔ انگریز کے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مرزا قادیانی جیسے شقی اس کے آلہ کار بنے مرزے کے ان دعوں کے بعد مسلمان اپنی تاریخ دہراتے ہوئے ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے سراپا احتجاج ہوئے کیوں کہ مرزے کو انگریز کی وجہ سے حکومتی سپورٹ حاصل تھی اس لیے طرح طرح کی پابندیوں کا سلسلہ جاری ہوا بہت سے عشاقان رسول ﷺ اپنی جانیں ہتھیلیوں میں لیے میدان میں اترے اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے چلے گئے اور چشم فلک نے وہ نظارہ بھی دیکھا جب 7 ستمبر 1974 کو 1953 کی تحریک ختم نبوت کے 17 ہزار شہدا کا خون رنگ لایا اور پاکستان کی پارلیمینٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ پارلیمنٹ میں بحث ہوئی اور قادیانیوں کو باقاعدہ اپنے دفاع کا موقع دیا گیا۔

لیکن قادیانیوں کے کفریہ عقائد دیکھ کر پوری پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ مرزا غلام قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ اسی لیے جیسے 6 ستمبر 1965 کی یاد میں یوم دفاع ملک پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کا دن منایا جاتا ہے۔ اسی طرح 7 ستمبر 1974 کے فیصلے کی یاد میں یوم دفاع ملک پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا دن منایا جاتا ہے۔ یوں جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کا کریڈٹ پاک فوج کے ان جری نوجوان کو جاتا ہے جنھوں نے اپنی جانوں کی قلا بازیاں لگائیں تو نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا کریڈٹ ان علماء اور شہدا کو جاتا ہے جنھوں نے تحفظ ختم نبوت کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیئے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت ﷺ اور خواتین کی ذمہ داریاں

عذرا خالد

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔ (سورہ احزاب)

اسلام کے بنیادی عقائد میں عقیدۂ ختمِ نبوت کو نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر سلسلۂ نبوت مکمل فرما دیا۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور قیامت تک انسانیت کی رہنمائی قرآنِ کریم اور سنتِ رسول اللہ ﷺ سے ہوتی رہے گی۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی دین کے بنیادی عقائد کو نشانہ بنانے والے فتنے اٹھے، اللہ تعالیٰ نے ایسے رجالِ حق پیدا فرمائے جنہوں نے علم، بصیرت، استقامت اور قربانی کے ذریعے حق کا دفاع کیا۔ برصغیر میں تحریکِ ختمِ نبوت بھی اسی ایمان افروز جدوجہد کی ایک روشن مثال ہے۔ علماء، مشائخ اور عوام نے باہمی اختلافات سے بالاتر ہو کر عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کو اپنا دینی فریضہ سمجھا اور اس مقصد کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔

7 ستمبر پاکستان کی تاریخ میں ایک اہم دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانی گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ فیصلہ ایک طویل دینی، علمی اور سیاسی جدوجہد کے بعد سامنے آیا اور تحریکِ ختمِ نبوت کی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوا۔

اس جدوجہد میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ولولہ انگیز خطابت، حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی سیاسی و دینی بصیرت، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی علمی رہنمائی، حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کی دینی خدمات اور دیگر اکابرین کی انتھک کوششیں نمایاں ہیں۔ ان بزرگوں نے اپنی صلاحیتیں، وقت اور توانائیاں دین کے تحفظ کے لیے وقف کر دیں۔

لیکن 7 ستمبر صرف ماضی کی ایک کامیابی کو یاد کرنے کا دن نہیں، بلکہ اپنے عہد کی تجدید کا دن بھی ہے۔ یہ دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اپنے عقائد کی حفاظت، ان کا صحیح فہم حاصل کرنا اور انہیں آنے والی نسلوں تک منتقل کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

خواتین کا کردار:

عقیدۂ ختمِ نبوت کا پیغام گھر گھر پہنچانے اور نئی نسل کے دلوں میں محبتِ رسول ﷺ اور عقیدۂ ختمِ نبوت کو راسخ کرنے میں خواتین کا کردار نہایت اہم

ہے۔

اسلام نے عورت کو نسلوں کی معمار کا مقام عطا کیا ہے۔ماں بچے کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے۔اس کی گود میں محبت، عقیدہ، اخلاق اور دینی شعور کے ابتدائی نقوش ثبت ہوتے ہیں۔ایک باشعور اور دین دار ماں اپنی اولاد کی فکری و اخلاقی تربیت کے ذریعے آنے والی نسلوں کی بنیاد مضبوط کرتی ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔(سورہ تحریم)

ایک ماں جب اپنے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھاتی، سیرتِ رسول اللہ ﷺ سناتی، آپ ﷺ کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کرتی اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت سمجھاتی ہے تو وہ ایک عظیم دینی خدمت انجام دے رہی ہوتی ہے۔آج کے دور میں خواتین کی یہ ذمہ داری مزید بڑھ گئی ہے۔فکری یلغار، سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کی فراوانی نے جہاں معلومات تک رسائی آسان بنا دی ہے، وہیں غیر مستند اور گمراہ کن مواد بھی نوجوانوں تک بآسانی پہنچ رہا ہے۔ایسے ماحول میں محض جذبات کافی نہیں، بلکہ صحیح علم، حکمت، بصیرت اور دلیل بھی ضروری ہے۔

خواتین کیا کر سکتی ہیں؟

خواتین اپنے گھروں میں سیرتِ نبوی ﷺ کے مطالعے کا اہتمام کر سکتی ہیں، بچوں کو قرآنِ کریم کے ترجمے اور مفہوم سے روشناس کرا سکتی ہیں، مستند دینی کتب پڑھنے کی عادت ڈال سکتی ہیں اور اکابرینِ امت کی دینی خدمات اور قربانیوں سے آگاہ کر سکتی ہیں۔

وہ اپنی تحریروں، گفتگو اور سوشل میڈیا کے ذریعے بھی مثبت دینی کردار ادا کر سکتی ہیں، اس کے ساتھ غیر مستند معلومات اور غیر مصدقہ مواد پھیلانے سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔دینی خدمت کے لیے تحقیق، اعتدال، حکمت اور ذمہ داری کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔عقیدہ صرف الفاظ کا نام نہیں، بلکہ اس کے اثرات کردار اور عمل میں بھی ظاہر ہونے چاہییں۔اگر ہم اپنی اولاد کو عقیدۂ ختمِ نبوت تو بتائیں، لیکن ساتھ سچائی، امانت، حیا، نماز، حسنِ اخلاق اور سنتِ نبوی ﷺ کی عملی تعلیم نہ دیں تو ہماری تربیت ادھوری رہ جائے گی۔اس لیے ایک مسلمان خاتون کو خود بھی اپنے کردار و عمل سے دین کا عملی نمونہ بننا چاہیے۔

7 ستمبر ہمیں ماضی کی ایک اہم کامیابی کے ساتھ مستقبل کی ذمہ داری بھی یاد دلاتا ہے۔ہمارے اکابرین نے جس دینی امانت کی حفاظت کے لیے جدوجہد کی، اسے صحیح علم، محبت، حکمت اور عمل کے ساتھ اگلی نسل تک منتقل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔عقیدۂ ختمِ نبوت ہمارے ایمان کی ایک عظیم امانت ہے، اور اس امانت کو اپنی نسلوں تک صحیح علم، محبت اور عمل کے ساتھ پہنچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

ربیع الاول کا خوبصورت تحفہ

سیدہ ناجیہ شعیب احمد، کراچی

انجم خاتون دالان میں لکڑی کی چوکی پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں، جب نو سالہ حمدان بھاگتا ہوا آیا اور لاڈ سے ان کی گود میں سر رکھ کے لیٹ گیا۔

"دادی جان! آپ کو یاد ہے نا کہ اگلے ہفتے میری سال گرہ ہے؟ میں سوچ رہا ہوں کہ اس بار ہم اس دن پر کچھ نیا کریں گے۔ میرے دوست تو کہتے ہیں کہ بڑا سا اسپائیڈر مین والا کیک بنوانا چاہیے۔" حمدان نے معصومیت سے کہا۔

انجم خاتون نے تسبیح روکی، حمدان کے گھنے بالوں میں انگلیاں پھیریں اور مسکرا کر بولیں، "حمدان میاں! جب تمہاری جیب سے پیسے گر جائیں یا گم ہو جائیں، تو کیا تم خوشی مناتے ہو؟"

حمدان نے حیرت سے دادی کو دیکھا، "بھلا پیسے گم ہونے پر کون خوش ہوتا ہے دادی جان؟ نقصان پر تو دکھ ہوتا ہے۔"

دادی نے نرمی سے کہا، "بالکل ٹھیک! تو پھر زندگی کا ایک پورا سال، جو پیسوں سے بھی کروڑوں گنا قیمتی ہے، جب تمہاری زندگی سے کم ہو جاتا ہے، تو اس پر جشن کیسا؟ یہ دن تو خوشی منانے کا نہیں، بلکہ یہ سوچنے کا ہے کہ جو وقت گزر گیا، اس میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔"

چھوٹا سا لڑکا اپنی دادی کی بات سن کر گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اسے بات کچھ سمجھ تو آئی، لیکن دل اب بھی کسی خاص کام کے لیے مچل رہا تھا۔ "تو دادی جان، کیا ہم اس سال میری سال گرہ پر کچھ بھی نہیں کریں گے؟" یہی وجہ تھی کہ دادی جان کی باتیں سن کر وہ حیرت اور سوچ کے سمندر میں ڈوب گیا تھا۔

دادی جان نے حمدان کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے کمرے میں لے گئیں۔ وہاں انہوں نے الماری سے لکڑی کا ایک خوبصورت اور چھوٹا سا بکس نکالا۔ اس بکس کے اوپر سبز رنگ کے خوبصورت حروف میں لکھا تھا: "نیکیوں کا صندوقچہ"۔

دادی جان نے مسکرا کر کہا، "حماد میاں! یہ مہینہ ربیع الاول کا ہے، جس میں اللہ کے حبیب اور آخری رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اور جانتے ہو اسی مہینے میں ان ﷺ کی وفات بھی ہوئی تھی۔ حمدان نے حیرت سے پوچھا: "سال گرہ والے مہینے میں وفات۔۔۔ اوہ میرے اللہ"

"ہاں میرے بچے! یہ مہینہ ہمیں خوشی کے ساتھ ساتھ پیارے نبی ﷺ کی سنتوں پر چلنے کا درس دیتا ہے۔ یہ صندوقچہ تمہارے لیے ایک تحفہ ہے، جس میں ہم غیروں کے طریقے چھوڑ کر، اپنے نبی کی پیاری عادات کو

جمع کریں گے۔"

"نیکیوں کا صندوقچہ؟ لیکن دادی جان، اس میں تو کوئی پیسے نہیں ہیں، یہ تو خالی ہے،" حمدان نے اندر جھانکتے ہوئے کہا۔
دادی جان چٹائی پر بیٹھ گئیں اور حمدان کو اپنے پاس بٹھایا۔ "بیٹا! اللہ تعالیٰ ہمیں ہر سال زندگی کی شکل میں سانسوں اور دنوں کا ایک بہت بڑا خزانہ دیتا ہے۔ غیروں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ وقت کے گزرنے پر کیک کاٹتے ہیں، موم بتیاں بجھاتے ہیں۔ یعنی اندھیرا کرتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ لیکن ہمارا، یعنی مسلمانوں کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اندھیرا دور کرنے کے لیے شمع جلاتے ہیں اور اپنے وقت کو نیکیوں کے سکے بنا کر محفوظ کرتے ہیں۔"
حمدان نے بڑے اشتیاق سے پوچھا، "دادی جان! پیارے نبی ﷺ اپنی تاریخِ پیدائش پر کیا کرتے تھے؟ کیا وہ بھی کوئی خاص دن مقرر کرتے تھے؟"
دادی جان کی آنکھیں عقیدت سے چمک اٹھیں، انہوں نے محبت سے درود شریف پڑھا اور بولیں، "بیٹا! ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنی پیدائش کے دن اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے روزہ رکھا کرتے تھے، نہ کہ کیک کاٹ کر یا غبارے پھوڑ کر وقت ضائع کرتے تھے۔"

پھر انہوں نے حمدان کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا، "جب صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ 'یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی، اور اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔' ربیع الاول کے اس بابرکت مہینے میں، جب تمہارا بھی نیا سال شروع ہو رہا ہے، تو سب سے بہترین تحفہ یہ ہے کہ تم پیر کے دن روزہ رکھنے کی اس پیاری سنت کو زندہ کرو۔" "روزہ رکھنے کی سنت؟ وہ کیسے اور اس صندوقچے کا کیا کام ہوگا؟" حمدان کا تجسس بڑھ رہا تھا۔
دادی جان نے سمجھایا، "آنے والے ہفتے میں، جب تمہارا نیا سال شروع ہوگا، تو تم اس خالی بکس میں ہر روز کاغذ کی ایک پرچی لکھ کر ڈالو گے۔ اس پرچی پر تم وہ اچھا کام لکھو گے جو تم نے اس دن کیا ہو، یا کوئی ایسی بری عادت لکھو گے جسے تم نے اس دن چھوڑا ہو۔ سال کے آخر میں، ہم اس صندوقچے کو کھولیں گے اور دیکھیں گے کہ تمہارے پاس کتنی اصل کمائی جمع ہوئی ہے۔" حمدان کو یہ آئیڈیا بہت انوکھا اور دلچسپ لگا۔ اس نے اسی وقت عہد کیا کہ وہ اس بار کوئی فضول رسم نہیں کرے گا بلکہ اپنے وقت کا صحیح استعمال کرے گا۔
ربیع الاول کا چاند نظر آتے ہی حمدان کا نیا سال بھی شروع ہو گیا۔ پیر کا دن آیا تو حمدان نے دادی جان کے ساتھ مل کر سحری کھائی اور بڑے شوق سے روزہ رکھا۔ افطاری کے وقت جب اس نے کھجور سے روزہ افطار کیا، تو اس کے دل کو ایک عجیب سا سکون ملا۔ اس نے ایک سفید کاغذ پر لکھا: "الحمدللہ! ربیع الاول کے پہلے پیر کو میں نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی

سنت کے مطابق شکرانے کا روزہ رکھا۔"

اور اس پرچی کو مسکراتے ہوئے اپنے 'نیکیوں کے صندوق' میں ڈال دیا۔

دن گزرتے گئے اور حمدان کا یہ روز کا معمول بن گیا۔ اب وہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے سوچتا کہ کیا یہ کام ایسا ہے جسے وہ اپنی پرچی پر لکھ کر ڈبے میں ڈال سکے۔ اس ایک عادت نے حمدان کے اندر ایک خاموش مگر زبردست تبدیلی پیدا کر دی۔ وہ غصہ کرنے سے بچتا، کیونکہ اسے یاد رہتا کہ شام کو اسے اپنے صندوقچے صندوق پر پرچی ڈالنی ہے۔ وہ اپنے جیب خرچ سے غریب بچوں کی مدد کرتا، نماز کی پابندی کرتا اور رات کو سونے سے پہلے اپنا احتساب کرتا۔

دیکھتے ہی دیکھتے پورا سال گزر گیا اور دوبارہ وہی سال گرہ کا دن آ گیا۔ اس بار حمدان نے اپنے دوستوں اور امی بابا سے کسی گفٹ یا کیک کی فرمائش نہیں کی، اس دن حمدان کے چہرے پر ایک عجیب سا اطمینان اور چمک تھی۔

سال گرہ کے دن شام کے وقت دادی جان، امی بابا اور پھپھو، سب لوگ ڈرائنگ روم میں جمع ہوئے۔ حمدان اپنا 'نیکیوں کا صندوقچہ' لے کر آیا۔ جب ڈبے کو کھولا گیا تو اس میں سے رنگ برنگی سینکڑوں پرچیاں برآمد ہوئیں۔ امی، بابا نے حیرانی سے حمدان کو دیکھا، پھپھو نے آگے بڑھ کر ایک پرچی اٹھا کر پڑھی: "آج میں نے گلی کے زخمی کتے کو پانی پلایا۔" امی نے دوسری پرچی پڑھی: "آج میں نے جھوٹ بولنے سے سچی توبہ کی اور سچ بولنے کا عہد کیا۔"

پھپھو نے ایک اور پرچی نکالی جس پر لکھا تھا: "آج پیر کا دن تھا اور الحمد للہ میرا روزہ تھا۔"

بابا نے بھی ایک پرچی اٹھائی: "آئندہ کسی کا دل نہیں دکھاؤں گا۔" بس پھر ایک کے بعد ایک پرچی کھلتی چلی گئی: پکا وعدہ میں سب کے کام آؤں گا۔ چغلی کھانا بہت بری عادت ہے، اللہ میری توبہ۔ چاکلیٹ میں نے چرائی تھی۔ آج سے چوری سے پکی توبہ۔ امی کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے اور بابا نے محبت سے حمدان کو گلے سے لگا لیا۔ پھپھو نے اس کے ماتھے پر بوسا دیتے ہوئے کہا، "ہمارے آنگن کا یہ پھول سنتوں پر عمل پیرا ہو کر سب سے خوبصورت مہکتا ہوا گلدستہ بن گیا ہے۔ تم نے موم بتیاں بجھا کر وقت کو ضائع نہیں کیا، بلکہ نیکیوں کے چراغ جلا کر اپنے نامۂ اعمال کو روشن کیا ہے۔"

حمدان نے مسکرا کر اپنے صندوقچے کو دیکھا، جو اب خالی ہو چکا تھا لیکن اس کا دل علم، عمل اور نظریاتی شعور کی دولت سے بھر چکا تھا، اور وہ اپنے اگلے سال کے سکے جمع کرنے کے لیے بالکل تیار تھا۔

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قسط نمبر ۱۵

زوجہ محمد اقبال

حدیثِ مبارک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے اولادِ اسماعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا، پھر کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنو ہاشم کو، اور بنو ہاشم میں سے بنو مطلب کو منتخب فرمایا، پھر انہی میں نبی اکرم ﷺ کو پیدا فرمایا۔ گویا آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتخاب کا ایک طویل سلسلہ جاری رہا۔

اگر ہم قریب کے زمانے میں حضرت عبد المطلبؒ کی زندگی پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اصل نام شیبہ تھا۔ انہیں عبد المطلب اس لیے کہا جانے لگا کہ ان کے والد ہاشمؒ کی وفات کے وقت شیبہ اپنی والدہ کے پاس تھے۔ ان کی والدہ ایک معزز اور بااثر خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور ان کا نسب بھی آگے چل کر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے جاملتا تھا۔

جب شیبہ کچھ بڑے ہوئے تو ان کے چچا، حضرت مطلبؒ، ان کی والدہ کے پاس آئے اور کہا کہ اب شیبہ بڑا ہو چکا ہے، اس لیے آپ مہربانی کرکے اسے ہمارے سپرد کر دیں تاکہ وہ اپنے خاندان اور قبیلے کے درمیان پرورش پائے۔

ان کی والدہ نے کہا: "اے مطلب! تم اس بچے کو کہاں رکھو گے؟ کیا تمہارے پاس اتنے وسائل ہیں کہ اس کی اچھی طرح کفالت کر سکو؟"

حضرت مطلبؒ نے جواب دیا: "یہ ہمارے شرف اور عزت کا معاملہ ہے۔ اگر ہم اپنے ہی بچے کی کفالت نہ کر سکے تو ہماری قوم ساری زندگی ہمیں اس بات کا طعنہ دیتی رہے گی، اور یہ طعنہ ہم سے برداشت نہ ہو گا۔"

والدہ نے فرمایا: "اچھا، میں تمہیں مجبور نہیں کرتی۔ میں اپنے بیٹے کو اختیار دیتی ہوں کہ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو جا سکتا ہے، اور اگر میرے ساتھ رہنا چاہے تو میرے پاس رہ سکتا ہے۔"

شیبہ نے اپنے چچا کے ساتھ جانے کو ترجیح دی۔ چنانچہ ان کی والدہ نے اجازت دے دی اور حضرت مطلبؒ انہیں اپنے ساتھ لے آئے۔ حضرت مطلبؒ نے شیبہ کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور مکہ مکرمہ لے آئے۔

اس زمانے میں عرب کے بعض لوگ بچوں کو غلام بنا کر خرید و فروخت بھی کیا کرتے تھے۔ جب اہلِ مکہ نے ایک خوب صورت بچے کو حضرت مطلبؒ کے ساتھ دیکھا تو انہوں نے گمان کیا کہ شاید مطلبؒ یہ بچہ خرید کر لائے ہیں۔ چنانچہ لوگ اسے عبد المطلب یعنی "مطلب کا غلام" کہنے لگے۔ جاری ہے۔۔۔

نورانی داؤ

بنت احمد، کراچی

خاتون نعت خواں کی آواز مائک سے دور تک آ رہی تھی۔ وہ کچھ حیران ہوتی ہوئی خالہ کی بیٹیوں کے ساتھ شامیانہ میں داخل ہوئی۔

اندر کا منظر اس کے ہوش اڑانے والا تھا۔

وہ چھٹیوں میں خالہ کے گھر رہنے آئی ہوئی تھی۔

چاروں طرف ربیع الاول کے حوالے سے شور شرابہ، میلاد النبی ﷺ کی محفلیں اور پتہ نہیں کیا کچھ چل رہا تھا۔ خالہ کے گھر میں بھی بڑا جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ نئے کپڑوں کی تیاری، میچنگ چوڑیاں، چپل غرض کے عید کی تیاریاں تھیں۔

زنیرہ کو ان چیزوں سے کوئی مطلب نہیں تھا وہ بہت مذہبی بھی نہیں تھی مگر شعور اور سمجھ رکھتی تھی اسے یہ سب چیزیں سمجھ نہیں آ رہیں تھیں مگر وہ اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔

کل محفل میلاد کا پروگرام ہے تم بھی چلو! عائزہ نے کہا۔ نہیں مجھے ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے زنیرہ نے جواب دیا: ارے۔ ایک بار چلو تو صحیح بہت اچھی نعت خواں اور مشہور "عالمات کا درس سیرت ہوتا ہے۔ فائزہ بھی اصرار کرنے لگی۔

بیٹا! بہت اچھی معلومات اور پراثر بیان ہوتا ہے۔

دونوں بہنوں کے ساتھ خالہ بھی اصرار کرنے لگیں۔ زنیرہ نے کچھ سوچا۔ کیونکہ کوئی خاص مصروفیت بھی نہیں تھی تو وہ ان کے کہنے پر راضی ہو گئی۔ جب وہ لوگ شامیانہ کے اندر داخل ہوئے تو اس نے۔ جو منظر دیکھا وہ اس کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا۔ بے تحاشہ میک اپ میں خواتین۔ زرق، برق لباس سجاوٹ اور برقی قمقمے روشن تھے۔ جگہ، جگہ بڑے، بڑے اسپیکر ایکو سسٹم کے ساتھ۔ فل میک اپ، نیل پالش میں لتھڑے بڑے، بڑے ناخن کے ساتھ گانوں کی طرز پر نعتیں پڑھی جا رہیں تھیں مست و مدہوش ہو کر (بلکہ نعتوں کے نام پر ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا) مرد فوٹو گرافر تصویریں بنا رہے تھے۔

مووی میکر مختلف زاویوں سے مووی بنا رہے۔ ایسا لگ رہا تھا کسی فیشن شو میں ائی ہوئی ہوں۔

اچانک نعت پڑھتے ہوئے خاتون کو حال آنے لگے اور اس کے بعد انہوں نے باقائدہ کھڑے ہو کر ڈانس کرنا شروع کر دیا۔

لوگ نوٹ نچھاور کرنے لگے۔ جوش و خروش کا یہ عالم تھا کے ہر کوئی اسٹیج پر چڑھ کر ناچنے میں اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوپٹوں کا ہوش نہ تھا۔ مووی برابر بن رہی تھی۔

افف۔۔۔ یہ کیا تھا۔ یہ سب تماشا دیکھ کر اس کا ہمارے حیرت کے اور خوف کے برا حال ہو گیا خالہ یہ سب کیا ہو رہا

ہے ؟؟. اس نے حیرت سے خالہ کو دیکھتے ہوئے کہا ! ؟ وہ خود بھی حیران و پریشان اور شرمندہ تھیں۔

میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں پر اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا ! واپس چلیں۔ وہ بھی شرمندگی کے مارے نظریں چرا رہیں تھیں۔ اس کے بعد وہ لوگ وہاں نہیں رکے اور بڑی مشکل سے ہجوم میں راستہ بناتے ہوئے باہر نکلے۔ ایسا لگ رہا تھا ایک پکنک پوائنٹ ہے یا ایک تماشہ ہو رہا ہے گھر آ کر بھی اس کی عجیب حالت تھی اس نے کہا ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ربیع الاول کے مہینے میں ہمارے نبی کے نام پر یہ سارا تماشہ ہو رہا تھا ؟

میں بہت دیندار نہیں ہوں لیکن ؟ ! اتنا تو مجھے بھی پتہ ہے کے عورتوں کو اللہ تعالی نے پردے کا حکم دیا ہے۔

آپ ﷺ کے نام کی محفل میں میں یہ ڈھول تماشے اس طریقے سے عورتوں کا جھومنا، رقص۔ کرنا یہ سب کیا تھا ؟ خالہ کوئی جواب نہیں دے پا رہیں تھیں۔

وہ سوچ رہیں تھیں کے وہ کیوں بھول گئیں تھیں کے شیطان کے "ستر ہزار "نورانی وار ہیں۔ دین کے نام پر بے دین اور محبت کے نام پر بدعتی بنا دیا ہے۔ شیطان نے تو قسم کھائی تھی امت کو گمراہ کرنے کی اور ہم پورے تن، من، دھن سے اس ملعون کی قسم کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ شرمندہ بھی تھیں اور استغفار کے ساتھ، ساتھ توبہ کر رہیں تھیں اس عہد کے ساتھ آئندہ حد سے تجاوز نہیں کرنا ان شاءاللہ۔

دین حق کو چھوڑ کر رسم رواجوں میں کھو گئے
سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں میں کھو گئے

دو وظیفے

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ شاہ عبدالغنی صاحب پھول پوری نے مجھے دو وظیفے بتائے تھے وہ اب تک میرے عمل میں ہیں۔
(البلاغ اشاعت خصوصی، ص:1178)

پہلا وظیفہ (برائے وسعت رزق)

یہ دراصل حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد ستر مرتبہ یہ آیت پڑھی جائے:
اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ (الشوری:19)
اول و آخر درود شریف پڑھیں، ان شاءاللہ کبھی مالی تنگی پیش نہیں آئیگی

دوسرا وظیفہ (برائے حل مشکلات)

دوسرا وظیفہ تمام مشکلات کے حل کے لئے ہے، تین سو اکتالیس مرتبہ:
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ
اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے
(البلاغ اشاعت خصوصی ص:1178)

شہادت سے پہلے کلمہ شہادت

ام حسن

یہ ہاتھ تو ایک خاتون کا ہے۔ صنف نازک کا۔ مگر اس نے اپنے گھر اور اپنے خاندان کے دفاع میں آخری دم تک ہتھیار نہیں چھوڑا... پھر یہی ہاتھ غزہ کی مٹی میں ہمیشہ

کے لیے خاموش ہو گیا! زبان پر کلمہ شہادت کے ساتھ۔ شہادت کے بعد بھی شہادت کی اٹھی ہوئی انگلی گواہی دیتی رہی۔

یوں غزہ کی سرزمین نے ایک اور ماں کی قربانی اپنے دامن میں سمیٹ لی۔

یکم ستمبر کو مغربی غزہ کے علاقے الکتیبہ میں اسرائیلی خصوصی فورس نے دراندازی کر کے ایک دہشت گرد کارروائی کی۔ فلسطینی سیکورٹی اہلکاروں کی جانب سے مزاحمت کے دوران شدید جھڑپ ہوئی، جس کے بعد اسرائیلی طیاروں نے علاقے پر بمباری کی۔

اسی کارروائی میں سماح الخالدي، جنہیں "ام محمد العرابید" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، شدید زخمی ہوئیں اور بعد ازاں شہادت پا گئیں۔ ان کے تین بچے بھی شدید زخمی حالت میں اسپتال پہنچائے گئے، جبکہ ان کے شوہر معین العرابید کو اسرائیلی فورس گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئی۔ مگر ام محمد نے آخری لمحے تک مزاحمت کی۔

دجالی دہشت گردی میں ایک فلسطینی گھر ایک ہی لمحے میں اجڑ گیا۔ ماں شہید، بچے زخمی اور باپ گرفتار!

اے غزہ کی بیٹی!

تمہاری قربانی اور مزاحمت یہ اس سرزمین کے اس عزم کی داستان ہے جو موت، زخمیوں، گرفتاریوں اور تباہی کے باوجود ٹوٹنے سے انکار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سماح الخالدي (ام محمد العرابید) کی شہادت قبول فرمائے، ان کے زخمی بچوں کو شفا دے، ان کے شوہر کی حفاظت فرمائے اور انہیں جلد اپنے اہلِ خانہ کے درمیان واپس لوٹائے۔

غزہ کی ماؤں کو سلام۔۔۔ جن کے آنسو بھی مزاحمت کی ایک داستان بن جاتے ہیں۔

إنا للہ وإنا إليہ راجعون

نعت شریف

انتخاب: تیمیہ محمد جنید

شاعر: ''شاعرِ پاکستان'' صہبا اختر

صبح دم جب بزم گل میں چہچہاتے ہیں طیور
پھوپھٹ جب جھلملاتا ہے فضائے شب میں نور
روشنی جب پردہ ظلمت سے کرتی ہے ظہور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور

چاندنی کے تار جب بنتے ہیں دام عنکبوت
صورتِ غارحرا ہوتا ہے جب شب کا سکوت
جب ابھرتی ہے افق سے اک جبیں صد رشک طور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور

اک ہوائے سرکشی میں جھومتے ہیں جب نہال
جب اذاں بن کر چمک اٹھتی ہے آواز بلال
دل پہ جب اسم محمد سے برستا ہے سرور
تب مجھے محسوس ہوتاہے کہ کیا ہوں گے حضور

دل کی ہر دھڑکن سے آتی ہے صدائے مصطفیٰ
جب میرے سینے میں کھلتے ہیں ولائے حق کے پھول
جب میری سانسوں کی خوشبو پھیلتی ہے دور دور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور

کوزہء دل میں سما جاتی ہے جب ارض وسیع
نیم خوابی میں یہ وا آنکھوں پہ ہوتی ہے محیط
اور جب پوری طرح بیدار ہوتا ہے شعور
تب مجھے محسوس ہوتاہے کہ کیا ہوں گے حضور

صبح صادق کی طرح صدیق تھا جو وہ حسین
دولتِ لوح و قلم کا جو امیں تھا وہ امیں
جب قلم کی روشنی بنتے ہیں یہ القاب نور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور

عرش سے تا فرش جب آتی ہے آواز درود
ہر طرف ہوتا ہے جب پاکیزہ کرنوں کا ورود
جب نظر آتا ہے ہر ذرہ مثال کوہ طور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور

کچھ نہیں ہے پاس میرے اک تصور کے سوا
یہ تصور بھی نہیں کچھ اک تخیل کے سوا
پھر بھی جب میرا تصور دیکھتا ہے کچھ ضرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضور

جب فضا ہوتی ہے زلف عنبریں سے مشک بار
جب نگاہوں پر برستی ہیں سماوی آبشار
جب خیالوں میں ابھرتے ہیں لب و رخسار نور

خواتین کے مسائل

دارالافتاء الاخلاص

عنوان: اللہ تعالی، محمد ﷺ یا مقدس کلمات کو کباڑ میں پھینکنا (فتوی نمبر: 46220)

سوال: مفتی صاحب! میرا کاروبار یہ ہے کہ میرے پاس پلاسٹک پر ایسے نام مثلاً "اللہ"، "محمد" یا ایسے اور کلمات ماشاءاللہ لکھا ہوتا ہے، ہم یہ پلاسٹک کباڑ کے ساتھ ملا کر ایک طرف پھینک دیتے ہیں، اس طرح ہمارے پاس یہ بہت زیادہ جمع ہو جاتے ہیں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی اور ایسا طریقہ کار ہو کہ ہم گناہ سے بچ جائیں اور اس طرح کے پلاسٹک ضائع نہ ہوں۔

جواب: واضح رہے کہ ایسے کاغذات جن میں مقدس نام (اللہ، محمد ﷺ) یا کلمات (ماشاءاللہ وغیرہ) لکھے ہوں، ان کا احترام کرنا لازمی ہے، ان کی بے احترامی کرنا یا ان کو کباڑ میں پھینکنا جائز نہیں ہے، اگر حفاظت مشکل ہو تو کباڑ میں پھینکنے کے بجائے درج ذیل اقدامات میں سے کسی ایک پر عمل کیا جا سکتا ہے:

(1) انہیں کسی محفوظ جگہ دفن کر دیا جائے۔ (2) ان کی سیاہی کو پانی میں دھو کر اس پانی کو ایسی جگہ ڈالا جائے، جہاں کسی کے پاؤں نہ لگتے ہوں۔ (3) ایسے کاغذات کو کسی نہر، دریا یا سمندر میں بہا دیا جائے۔ (4) اگر مذکورہ بالا اقدامات کا موقع نہ ہو تو آخری صورت یہ ہے کہ ان کاغذات کو بدرجہ مجبوری جلانے کی گنجائش ہے، تاہم جلانے کے بعد اس کی راکھ کو کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔

پین یا مختلف چیزوں پر قرآنی آیات لکھنے کا حکم (فتوی نمبر: 48253)

سوال: آج کل اپنی پسند کے مطابق تیار کیے جانے والے نکاح پین، ریزن آرٹ کے ڈیکوریشن پیسز اور دیگر سجاوٹی اشیاء پر قرآنی آیات لکھی جاتی ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ گاڑی میں سفر کی دعا یا قرآنی آیات پر مشتمل سجاوٹی چیزیں بھی لٹکاتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح قرآنی آیات کو سجاوٹ یا ڈیکوریشن کے طور پر استعمال کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا ایسی اشیاء بنانا، فروخت کرنا، خریدنا اور استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب: واضح رہے کہ قرآنِ کریم اللہ تعالی کا کلام ہے، اس لیے اس کی تعظیم اور احترام ہر مسلمان پر لازم ہے، لہٰذا کسی ایسی چیز پر قرآنی آیات لکھنا یا نقش کرنا جس کے گرنے، پاؤں تلے آنے یا کسی بھی طرح بے ادبی اور بے حرمتی کا اندیشہ ہو تو شرعاً جائز نہیں، بلکہ اس سے اجتناب ضروری ہے۔

لہٰذا پوچھی گئی صورت میں قلم، ریزن آرٹ، کسٹمائزڈ نکاح پین، سجاوٹی اشیاء یا دیگر ڈیکوریشن پیسز پر قرآنی آیات اس وقت لکھنا جائز ہوگا جب غالب گمان یا اطمینان ہو کہ ان اشیاء کی مکمل تعظیم و حفاظت کی جائے گی، وہ زمین پر نہیں گریں گی، انہیں مناسب اور بلند جگہ رکھا جائے گا، اور ان کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی یا بے حرمتی کا اندیشہ نہیں ہوگا، البتہ اگر ایسی اشیاء کے گرنے، ضائع ہونے یا ان کی بے ادبی کا اندیشہ ہو تو ان پر قرآنی آیات لکھنا درست نہیں ہے۔ (رد المحتار: 2/246، ط: دار الفکر)

تلاش حق

طوبیٰ بنتِ طاہر فاروق

وہ لمحات جس نے سب کی سانسیں روک رکھی ہیں۔یونیورسٹی کا مرکزی ہال-700 کرسیاں-ایک بھی خالی نہیں۔اسٹیج پر موجود میزبان: آج ہم عقیدہ ختم نبوت پر بات کریں گے۔

میری دائیں جانب بریرہ تشریف فرماہیں، ختمِ نبوت کی ترجمان اور بائیں جانب سارہ قادیانی نظر آئے گی۔

تالیوں کی گونج میں دونوں سلام کرتی ہیں۔

سارہ:(ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ) نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو کیا اللہ کا فضل ختم ہوتا ہے؟

معزز سامعین! ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ نبوت اللہ کی رحمت ہے، رحمت کا ختم ہونا تو زحمت ہوتا ہے، لہذا نبوت ختم نہیں ہوئی۔

ہال میں سرگوشیاں (بات تو ٹھیک ہے)

بریرہ: پراعتماد طریقے سے بے شک اللہ تعالیٰ کا فضل کبھی ختم نہیں ہوتا، مگر نبوت و فضل کی ایک قسم ہے فضلِ خاص۔جب گھر مکمل ہو جائے تو معمار کا کام ختم، جب دین مکمل تو نبوت کا کام ختم۔

قرآن: (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور حضرت محمد کی ذات "رحمۃ اللعالمین" تمام انسانوں کے لیے رحمت ہیں۔

سارہ کی طرف سے اگلا وار اور ایک بار پھر سب کی نظریں بریرہ پر۔

سارہ: معذرت کے ساتھ حضرت محمد کی نبوت پرانی ہو چکی ہے نئے مسائل کے لیے نئی نبوت کا آنا ضروری تھا اس لیے مرزا قادیانی کو مبعوث فرمایا گیا۔

بریرہ: تاجدارِ ختم نبوت نے قیامت تک کے لیے آنے والے انسانوں کو زندگی کے ہر ہر پہلو سے روشناس کر دیا، مھد سے لحد تک ہر علم کی روشنی سے منور کر دیا، اب اگر کسی کو استطاعت نہیں تو وہ اس کی بے علمی کی جہالت ہے، کم عقلی ہے اور اس کے اپنے علم کا نقص ہے۔

قرآن: (اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا) اور رہی بات آپ کے مسائل کی تو حلفاً چیلنج ہے آپ کو کہ آئیں اپنے معاشی مسائل، معاشرتی مسائل اور دنیا کے تمام مسائل اٹھا کر لے آؤ اور دیکھو کس طرح ختم نبوت کی روشنی میں ان کا حل کر دوں۔

سارہ: کپکپاتے ہاتھوں سے مائیک سنبھالتے ہوئے۔۔

ہمارا یہ ماننا ہے کہ مرزا قادیانی نہایت برگزیدہ انسان تھے ان کو نبوت نبی کی اطاعت کی وجہ سے ملی، وہ نبوت کے راستے پر چلے، نئے بروزی نبی بن گئے۔

بریرہ: جن کا یہ ماننا ہے ان عیاروں، مکاروں، دغابازوں سے کوئی یہ پوچھے ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی

مرتضیٰ، ہزاروں صحابہ، ہزاروں اولیاءاللہ اور علماء نے سرورِ کائنات کی اتباع نہیں کی؟ مرزا نے ایسی کونسی اطاعت کردی اور عرض کرتی چلوں کہ نبوت خدا کی طرف سے عطاء کردہ گوہر ہے کوئی محنت، عبادت، ریاضت اور لیاقت کے ذریعہ منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا۔ (ہال تالیوں سے گونج اٹھا)

میزبان: لگتا ہے مقابلہ مزید سخت ہونے والا ہے۔

سارہ: جس خدا نے ا لاکھ ۲۴ ہزار نبی بھیجے وہ ا لاکھ ۲۴ ہزار ایک نبی بھی تو بھیج سکتا ہے اور رہی بات مرزا صاحب کی تو وہ نبی کے ظل ہیں بروزِ نبی ہیں۔

بریرہ: جس خدا نے ا لاکھ ۲۴ ہزار نبی بھیجے اس نے خود فرمایا" ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین "اور ا لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء میں سے کسی کا کوئی ظل (سایہ) بروز نہیں تھا دنیا کے کس گوشے میں ظل کو عملی حیثیت حاصل ہے؟ ذرا توجہ دیجیئے: اگر کوئی عورت کام میں مصروف ہو اور دروازے پر دستک ہو وہ پوچھے کون؟ باہر سے آواز آئے کہ تمہارا ظلی خاوند ہوں تو معزز سامعین مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ عورت اس آدمی کا کیا حشر کرے گی۔

سارہ: آپ نے کہا نبوت ختم ہو چکی ہے تو بتاؤ قربِ قیامت میں مسیح علیہ السلام کا نزول ہو گا تب عقیدہ ختمِ نبوت پر زد نہیں پڑے گی؟ (ہال میں ایک بار پھر چہمگوئیاں شروع)

بریرہ: ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے: پیاری بہن عرض ہے کہ ختمِ نبوت کا مفہوم ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ مسیح عیسیٰ کی پیدائش اور بعثت حضرت محمدؐ کے زمانہ سے قبل کی ہے۔ اور قربِ قیامت میں ان کا نزول ہو گا ایک امتی کی حیثیت سے ہو گا نہ کہ نبی کی حیثیت سے۔ پرجوش اور نرم لہجے میں: "پیاری سارہ! نبی نے فرمایا "لَا نَبِيَّ بَعْدِي" کیا آپ اس حدیث کو مانتی ہیں یا نہیں؟ اگر مانتی ہیں تو مرزا صاحب نبی کیسے؟ اگر نہیں تو پھر آپ مسلمان کس بنیاد پر کہلائیں گی؟"

سارہ کی طرف سے خاموشی۔۔۔

سارہ کرسی سے اٹھتی ہے اور مسکرا کر سب کو دیکھتی ہے۔ ہمارا دین کسی سے نفرت کی اجازت نہیں دیتا لیکن ختمِ نبوت پر سمجھوتہ، ایمان پر سمجھوتہ ہے اور ایمان پر سمجھوتہ ناممکن ہے۔ آخر میں صرف اتنا عرض کروں گی کہ دین مکمل ہو چکا "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" "نبوت ختم ہو چکی ہے "اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي" "اب قیامت تک کوئی کتاب، کوئی نبی، کوئی نیا حکم نہیں آئے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے کذاب ہے اس کے خلاف جہاد کرو۔ وہ آخر تھے وہ کامل تھے۔ ان کے بعد کوئی نہیں آئے گا۔ مہر لگ گئی ہے رسالت پر۔ اب کوئی دعویٰ نہیں چلے گا، ہماری سانس، ہماری پہچان۔ ختمِ نبوت زندہ باد، ختمِ نبوت زندہ باد۔ ختمِ نبوت! پورا ہال لرز اٹھا، زندہ باد کے نعرے۔

تالیوں کی گونج میں بریرہ نے پر اعتماد طریقے سے اپنی بات کا اختتام کیا۔

درود شریف سے روحانی سکون

شازیہ عثمان آفریدی

درود شریف محض ایک وظیفہ نہیں، بلکہ دلوں کے لیے سکون، روحوں کے لیے غذا اور رحمتِ الٰہی کے حصول کا ایک عظیم وسیلہ ہے۔ جب لب عشق واخلاص کے ساتھ نبیِ رحمت حضرت محمد ﷺ پر درودِ پاک بھیجتے ہیں تو دل نورِ ایمان سے منور ہو جاتا ہے، روح کو تازگی نصیب ہوتی ہے اور زندگی امید واطمینان سے بھر اٹھتی ہے۔

میرا مشاہدہ:

زندگی کے کٹھن اور آزمائش بھرے لمحات میں درود شریف ہمیشہ میرے لیے قلبی سکون کا ذریعہ بنا ہے۔ جب کبھی دل غم سے بوجھل ہوتا ہے یا ذہن پریشانیوں کے حصار میں گھر جاتا ہے، میں درودِ پاک کا ورد کرتی ہوں۔ تھوڑی ہی دیر میں دل پر سکینت کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے رحمتِ الٰہی نے تمام بے چینی کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہو۔

جمعہ کے روز منعقد ہونے والی محفلِ درود میں شرکت میرے لیے ایک روح پرور تجربہ تھی۔ اس نورانی فضا میں مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے رحمت و برکت کے انوار میرے دل پر اتر رہے ہوں۔ ہر لمحہ محبتِ رسول ﷺ میں اضافہ کرتا، دل کو سرور بخشتا اور روح کو ایک نئی تازگی عطا کرتا تھا۔

میں نے اپنے تجربے سے یہ حقیقت بھی محسوس کی ہے کہ درود شریف کی کثرت محبتِ رسول ﷺ کو مزید گہرا کر دیتی ہے۔ جوں جوں درود شریف کا ورد بڑھتا ہے، دل میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن تر ہوتی جاتی ہے۔ یہی محبت انسان کے کردار کو سنوارتی، زندگی کو خیر و برکت سے آراستہ کرتی اور دل کو حقیقی سکون عطا کرتی ہے۔

میرا یقین ہے کہ درود شریف دلوں کو زندگی، روحوں کو جِلا اور زندگی کو نورِ ہدایت عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اخلاص و محبت کے ساتھ کثرت سے درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خواتین کے لئے ازدواجی زندگی کو سنوارنے کے سنہرے اصول

قسط 1

بنت عبداللہ

یاد رکھو کہ میاں بیوی کا ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمر اسی بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔ اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد اور ملاپ رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور اگر خدا نہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ گئی تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور جلن کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں میاں بیوی کے جھگڑوں کا فساد اس قدر زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں اور مسلمانوں کے ہزاروں گھر اس اختلاف کی آگ میں جل رہے ہیں اور میاں بیوی دونوں اپنی زندگی سے بیزار ہو کر دن رات موت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر چند ایسی نصیحتیں لکھ دیں کہ اگر مرد و عورت ان پر عمل کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میاں بیوی کے جھگڑوں سے مسلم معاشرہ پاک ہو جائے گا اور مسلمانوں کا ہر گھر امن و سکون اور آرام و راحت کی جنت بن جائے گا۔

1 - ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر یہ لازم کر لے وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لئے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے، اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی ہوئی مجھے پنکھا جھلاتی رہو تو عورت کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر بھی عمل کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

2 - ہر عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں ناپسند ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، پہننے اوڑھنے اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے؟ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے، ہر گز ہر گز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام۔ [[...جاری...]]

صحت کا پیغام

ڈاکٹر محمد اکبر ابن کاشف صاحب طب جدید کے بہترین معالج اور طب مشرق کے حاذق حکیم ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر ہومیوپیتھ بھی ہیں اور علاج معالجے میں ہومیوپیتھی کو ترجیح دیتے ہیں۔ مریض کے مرض کے مطابق شفاء بخش ادویات تجویز کرتے ہیں تاکہ بحکم الٰہی شفا ہو۔ ہماری درخواست پر ڈاکٹر صاحب اس صفحے پر آپ کی صحت کے حوالے سے سوالات کے جوابات دیں گے۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔۔۔

حکیم صاحب میرے سیدھے کولہے کے اوپر سے درد شروع ہوتا ہے پنڈلی تک رہتا ہے پنڈلی میں کھچاؤ کے ساتھ درد ہوتا ہے رہنمائی فرمائیں۔ ام محمد

ج، آپ Cruciate Lumber Belt کمر پر باندھیں۔ ایستادہ Erect فعال حالت Active Posture میں رہیں۔

بطورِ علاج:

Gnaphylum 30 اور Viscum Album 30 ایک ایک خوراک متبادل Alternate دن میں دو بار استعمال کریں۔

Mag phos 6x کی 5 ایک گرین والی گولیاں نیم گرم پانی میں ڈال کر استعمال کریں۔

انشاءاللہ۔ اعصاب میں مضبوطی کے ساتھ کھنچاؤ والے دردوں میں بھی آرام ہوگا، ناشتے میں مکھانے کی کھیر، دودھ اور انجیر نفع بخش رہیں گے۔

میرے شوہر کے شوگر کا لیول ہائے ہے اسکے لئے کیا کیا جائے؟ میڈیسن سے کچھ فرق نہیں پڑا گلوکوفیج 1000 ملی گرام اور لیمے ٹیبلٹ 10 ملی گرام لے رہے ہیں. خوراک میں چکی آٹے کی روٹی, سبزی کھاتے ہیں سلاد کے ساتھ, دوا اور خوراک کے متعلق رہنمائی فرمائیں۔ ام یحی

ج: آپ اپنے شوھر کو Bio plasigen # 7 کی 5 گولیاں ھر 6 گھنٹے کے بعد چوسنے۔ یا چبا کر کھانے کو دیں، سفید شکر، بیکری کے آئیٹم اور پرخوری سے اجتناب کریں۔ اور چہل قدمی اور ورزش کو معمول بنانے کی عادت ڈلوائیں، نفلی روزے کی عادت ڈلوائیں۔

طبیب صاحب میں سر درد سے پریشان ہوں سر درد جاتا نہیں بچوں کا شور باتیں کچھ بھی برداشت نہیں ہوتا ڈاکٹر کے مشورے سے نیوپروکس 500 اور سائیبلیئم 5 ملی گرام لیتی ہوں جب درد ہوتا ہے وقتی آرام آتا ہے پھر وہی حال آپ رہنمائی فرمایئے گا اللہ مجھے شفا نصیب

فرمائے۔ عمارہ صدیقہ

ج: آپ Bio-plasigen # 12 کی ۵ عدد گولیاں براہ راست چوسیں یا پھر نیم گرم پانی میں ڈال کر دن میں 3 بار پیئیں۔ انشاءاللہ۔۔ ضرور آرام ہو گا، کھجور اور دودھ کا ناشتے میں استعمال کریں۔

ربیع الاول

بنت رفیق احمد

مجھے یاد پڑتا ہے کہ بچپن میں سہیلیوں کے ساتھ گھر گھر میلاد میں جایا کرتی تھی۔ خوب نعتیں پڑھتے، خوش ہوتے اور پھر اگلے گھر کی طرف روانہ ہو جاتے۔ بچپن تو آخر بچپن ہوتا ہے، مگر آہستہ آہستہ بڑے ہوئے تو خود ہی جانا بھی رک گیا۔

جب بچپن میں کسی کے ہاں میلاد میں جاتے تو آخر میں سلام ہوتا تھا۔ یہ بات مجھے بچپن سے ہی سمجھ نہیں آتی تھی کہ سب کہتے، ”سلام ہو رہا ہے، اٹھ جاؤ!“ اور سب اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ بعض اوقات کہا جاتا، ”اٹھو، اٹھو، سرکار آ رہے ہیں!“

یہ سوال بچپن سے ہی میرے ذہن میں تھا:

”سرکار کہاں سے آ رہے ہیں؟“ مگر اس کا جواب کبھی نہیں ملا۔ میں یہی کہا کرتی تھی، ”سرکار کہاں سے آ رہے ہیں؟“ اور پھر سب کے ساتھ میں بھی اٹھ جاتی۔

ایک اور بات جو مجھے بہت حیران کرتی تھی، وہ میلاد کے دوران آٹے کی ایک پلیٹ میں کچھ لکھنے کا عمل تھا۔ نعت پڑھی جا رہی ہوتی تو ایک پلیٹ میں آٹا ڈال کر اسے ڈھانپ دیا جاتا اور کہا جاتا کہ اسے ہلانا نہیں۔ آخر میں دیکھا جائے گا کہ اس پر کچھ لکھا ہو گا۔

بچپن میں اس بات کا شوق سب کو ہوتا تھا کہ آخر آٹے کی اس پلیٹ میں کیا لکھا ہو گا؟ جب میلاد اختتام کو پہنچتا تو پلیٹ کھولی جاتی اور سب حیرت سے اسے دیکھتے۔ اکثر اس میں ”اللہ“ یا ”محمد ﷺ“ لکھا ہوا نظر آتا تو سب بہت خوش ہوتے کہ دیکھو، یہ تو بنا ہوا ہے!

مجھے بھی حیرت ہوتی کہ واہ! یہ نعت کی برکت سے ہوا ہے یا یوں ہی ہمارے وہم و گمان میں کچھ لکھا گیا ہے؟ خیر، اس وقت نہ کوئی روکنے والا تھا، نہ ان چیزوں کے بارے میں کوئی خاص وضاحت ملتی تھی۔

لیکن جب بڑے ہوئے تو بہت سی جگہوں پر میلاد دیکھے، مگر آٹے کی پلیٹ والا وہ عمل پھر کہیں نظر نہیں آیا۔

شاید بڑے ہوتے ہوتے ہم خود ہی ان چیزوں سے رک گئے، کیونکہ ہمارے خاندان میں بھی اس طرح کا کوئی میلاد نہیں ہوتا تھا۔

تقریباً دو سال پہلے کی بات ہے، میں جامعہ میں تھی۔ ہماری کلاس کی دو بہنوں نے ایک ترکیب سوچی۔ ویسے ہی ربیعُ الاول کے موضوع پر بات ہو رہی تھی کہ ایک بہن نے کہا: ”لوگ اس مہینے میں بہت سے میلاد کرواتے ہیں، بعض اوقات ایسے کام بھی کرتے ہیں جن کی کوئی واضح دلیل نہیں۔ نہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایسا حکم دیا اور نہ صحابہؓ کرامؓ نے ایسا کیا۔ حالانکہ صحابہؓ کرامؓ نے تو نبی کریم ﷺ سے سب سے بڑھ کر محبت کی تھی۔ ان کی زندگی کا ہر قول و فعل نبی کریم ﷺ کے سامنے تھا۔ اگر ایسی محفلیں اور چراغاں محبتِ رسول ﷺ کا لازمی تقاضا ہوتے تو کیا صحابہؓ کرامؓ ایسا نہ کرتے؟“

پھر سوال ہوا: ”آج لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ کیا صرف ربیعُ الاول ہی میں ہمیں محبتِ رسول ﷺ یاد آتی ہے؟“

بات واقعی سوچنے والی تھی۔ مومن کی زندگی کا ہر دن رسول اللہ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی سنتوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ اگر ہم نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کریں، آپ ﷺ کی سنتوں کو اپنی زندگی میں جگہ دیں، تو ہماری پوری زندگی ہی محبتِ رسول ﷺ کا اظہار بن سکتی ہے۔

دونوں میں سے ایک نے کہا: ہم میلاد تو نہیں کرتے، لیکن اس ربیعُ الاول میں ایک نیک عمل ضرور کرتے ہیں۔

ہم میں سے تقریباً ہر شخص روزانہ، اور خصوصاً جمعہ کے دن، اللہ کے نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہے۔ تو کیوں نہ یکم ربیعُ الاول سے بارہ ربیعُ الاول تک درود شریف پڑھنے کا اہتمام کیا جائے؟

انہوں نے ہدف ایک لاکھ درود شریف رکھا۔ بس پھر کیا تھا! دونوں بہنوں کو یہ تجویز بہت اچھی لگی اور ارادہ کیا کہ صرف خود ہی نہیں پڑھیں گے بلکہ پوری کلاس کو اس نیک عمل میں شامل کریں گے۔

دونوں نے سب کو اکٹھا کیا، یہ بات سب کے سامنے رکھی۔ سب بہت خوش ہوئے اور اپنے اپنے جذبے کا اظہار کیا۔ چند ہی دنوں میں ربیعُ الاول کا چاند نظر آگیا اور پوری کلاس اس خوبصورت عمل میں مشغول ہو گئی۔

سب ایک دوسرے سے پوچھتیں: ”بہن! آپ کہاں تک پہنچی ہیں؟“ کوئی اپنا ہدف بتاتی، کوئی دوسرے کو مزید پڑھنے کی ترغیب دیتی۔ یوں ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتے بڑھاتے یہ خوبصورت سلسلہ جاری رہا۔

جب یہ سلسلہ مکمل ہوا تو پوری کلاس نے اپنے محترم استاد کے سامنے اس نیک عمل اور اپنے ارادے کا ذکر کیا۔ استاد نے نہ صرف ہمیں شاباش دی بلکہ انعام سے بھی نوازا۔

تین بہنوں نے ایک لاکھ کی تعداد مکمل کی، جبکہ کچھ اس سے کم رہیں، لیکن تقریباً سب نے اخلاص اور شوق کے ساتھ اس عمل میں حصہ لیا۔ استاد نے سب کو انعامات سے نوازا۔ یہ ربیعُ الاول کی ایک بہت ہی حسین اور یادگار یاد تھی۔

تبصرے

ماہنامہ "پیامِ حیاء" اپنے عنوانات، فکری اور دینی و اصلاحی مزاج کے اعتبار سے ایک نہایت عمدہ اور بامقصد کاوش ہے۔ اس شمارے کا مرکزی موضوع "آزادی اور ہماری ذمہ داری" ہے، جسے قومی جذبے تک محدود رکھنے کے بجائے اسلامی فکر، اخلاقی تربیت اور اجتماعی شعور کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ رسالے میں قرآن و سنت کی روشنی میں آزادی کے حقیقی مفہوم کو اجاگر کیا گیا ہے۔

موجودہ عالمی اور ملکی حالات کے تناظر جشن آزادی کے مفہوم کو بہترین ادبی انداز میں واضح کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہ احساس بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ ہے کہ آزادی صرف ایک نعمت ہی نہیں بلکہ ایک عظیم ذمہ داری بھی ہے۔

اس شمارے کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں مختلف موضوعات پر اہلِ قلم کی معیاری تحریریں شامل ہیں، جن میں سیرتِ نبوی ﷺ، خواتین کی اصلاح، نوجوانوں کی کردار سازی، تعلیم، قومی شعور اور ادبی ذوق سب کو مناسب جگہ دی گئی ہے۔ یہ رسالہ ہر عمر اور ہر طبقہ فکر کے قارئین کے لیے بہترین مجلہ ہے۔

ادارتی اسلوب متوازن، مدلل اور فکر انگیز ہے، ساتھ ہی رسالے کی ترتیب، طباعت اور پیشکش بھی قارئین کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ مجموعی طور پر "پیامِ حیاء" کا یہ شمارہ دینی، فکری، ادبی اور اخلاقی اعتبار سے ایک قیمتی اضافہ ہے، جو نہ صرف مطالعے کے لیے بلکہ معاشرے میں مثبت فکر، ذمہ دارانہ شعور اور اسلامی اقدار کے فروغ میں بھی مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ "پیامِ حیاء" اور تمام اہلِ قلم کو اس علمی خدمت پر دلی مبارکباد اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو مزید ترقی اور امت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔ (عذرا خالد)

ماشاءاللہ، پیامِ حیاء شمارہ 64 ایک خوبصورت اور اصلاحی کاوش ہے۔ اس میں دین، سیرتِ نبوی ﷺ، آزادی کی قدر و ذمہ داری اور روزمرہ زندگی سے متعلق مفید مضامین کو عمدہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ شمارہ خواتین اور خاندان کے لیے علم، تربیت اور اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے مزید کامیابی عطا فرمائے۔ (صالحہ سیف اللہ)

پکوان

عائشہ نعیم

شادی والا مونگ دال کا حلوہ

اجزاء:

½ کپ (100 گرام) مونگ کی دال، ½ کپ (100 گرام) گھی، ½ کپ (100 گرام) چینی، 2 کپ (480 ملی لیٹر) دودھ — اُبلا ہوا اور کمرے کے درجہ حرارت پر 1 چائے کا چمچ سوجی، 8 سے 10 بادام، موٹے موٹے کٹے ہوئے، 8 سے 10 کاجو، موٹے موٹے کٹے ہوئے، 2 کھانے کے چمچ کشمش، ½ چائے کا چمچ الائچی پاؤڈر، تھوڑی سی زعفران کے ریشے، 2 کھانے کے چمچ نیم گرم پانی میں 12 سے 15 منٹ کے لیے بھگوئے ہوئے۔

مونگ دال کا حلوہ بنانے کا طریقہ:

سب سے پہلے مونگ کی دال کو کم از کم 4 گھنٹے کے لیے بھگو دیں۔ پھر اسے مکسر گرائنڈر میں موٹا موٹا پیس لیں۔ دال کو بالکل باریک پیسٹ نہ بنائیں اور پیستے وقت پانی استعمال نہ کریں، البتہ اگر بہت ضرورت ہو تو صرف ایک کھانے کا چمچ پانی ڈال سکتے ہیں۔

اب ایک بھاری تلے والے پین میں درمیانی آنچ پر گھی گرم کریں۔ گھی پگھل جائے تو اس میں سوجی شامل کریں اور 2 سے 3 منٹ تک مسلسل چلاتے ہوئے ہلکا سنہری ہونے تک بھونیں۔

اب آنچ ہلکی کر دیں اور اس میں پسی ہوئی مونگ دال شامل کریں۔ مسلسل چمچ چلاتے رہیں تاکہ گٹھلیاں نہ بنیں۔ دال کو تقریباً 15 منٹ تک بھونیں یا جب تک اس کی ساخت بھربھری اور ریت جیسی نہ ہو جائے۔

اب اس میں دودھ شامل کریں اور 10 سے 12 منٹ تک پکائیں یا جب تک دال سارا دودھ جذب نہ کر لے۔ چینی شامل کریں اور مزید 5 سے 7 منٹ پکائیں، یہاں تک کہ چینی پگھل جائے اور اضافی نمی خشک ہو جائے۔ اس میں زعفران والا پانی شامل کر دیں۔

کچھ دیر پکانے پر دال گھی چھوڑنا شروع کر دے گی۔ اسے اتنا پکائیں کہ حلوہ گاڑھا اور بھربھرا ہو جائے۔ آخر میں بادام، کاجو، کشمش اور الائچی پاؤڈر شامل کر کے اچھی طرح مکس کریں۔

مزیدار شادی والا مونگ دال کا حلوہ گرم گرم سرو کریں۔

بالوں کی دیکھ بھال کے لیے بہترین ٹوٹکا

سرسوں کے تیل میں کلونجی اور ایلوویرا جیل ڈال کر پانچ منٹ ہلکی آنچ پر چولہے پر رکھ دیں۔ ٹھنڈا ہونے کے بعد اس تیل سے بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح مالش کریں۔ اس کے باقاعدہ استعمال سے بالوں کی نگہداشت میں مدد مل سکتی ہے اور بال مضبوط اور صحت مند رہنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

شازیہ عثمان آفریدی